چرخِ اطلس

تاریخِ اردو ادب میں نعتیہ رباعیات کا پہلا مجموعہ



محبوب الٰہی عطا

رباعی ایک مشکل صنفِ سخن ہے۔ شاعر سے خصوصی موزونیٔ طبع کے ساتھ مہارتِ عروضی و مشاقیٔ سخن گوئی کا تقاضا کرتی ہے، اگر اسے کسی موضوع کے لئے پابند کرلیا جائے تو پھر رباعی نگار کی مشکلات دوچند ہو جاتی ہیں۔ بحمد اللہ محبوب الٰہی عطاؔ کو رباعی گوئی کی خصوصی توفیق عطا ہوئی ہے۔ تبھی تو اُنھوں نے نعت جیسے لطیف و نازک موضوع پر، کمال مہارت کے ساتھ ''چرخِ اطلس'' کے نام سے ایک پورا مجموعہ اُردو کو دیدیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ نعت گوئی کی راہ مستقیم پر چلنا تلوار کی تیز دھار پر چلنا ہوتا ہے۔ عطاؔ نے اس راہ پرخطر کو ایسی مستانہ راست روی کے ساتھ طے کیا ہے اور فکر و فن کی گل کاریوں کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کے ایسے قیمتی موتی بکھیرے ہیں کہ اُن کی ہر رباعی پر صلِّ علیٰ سبحان اللہ کے کلمات خود بخود قاری کی زبان پر آجاتے ہیں۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری

(ستارۂ امتیاز)

کراچی

چرخِ اطلس

نعتیہ رباعیات

محبوب الٰہی عطا

الحمد پبلی کیشنز

رانا چیمبرز۔ سیکنڈ فلور۔ (چوک پرانی انار کلی) ۔ لیک روڈ۔ لاہور

ہماری کتابیں .....

خُوبصورت، معیاری اور

کم قیمت کتابیں

تزئین واہتمام اشاعت

صفدر حسین

ضابطہ :

اشاعت	:	ستمبر ۲۰۰۱ء
مطبع	:	شرکت پریس لاہور
قیمت	:	150 روپے

انتساب

اذکارِ خداوند سے ہے جس کو دوام
وہ نام ہے سرکارِ مدینہ ہی کا نام
کرتا ہوں میں نذر اُن کی یہ چرخِ اطلس
توصیف ہوئی حق کی عطا جن پہ تمام

پیش لفظ

''عطائے رسول'' اور ''آئینہ در آئینہ'' کے بعد محبوبِ الٰہی عطؔا کی شاعری کا ایک اور معتبر حوالہ ان کی نعتیہ رباعیات ہیں۔ ''چرخِ اطلس'' میں شائع ہونے والی یہ نعتیہ رباعیات تاریخ ادب اُردو میں اس اعتبار سے بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں کہ اس سے پہلے اُردو زبان میں نعتیہ رباعیات کا کوئی مجموعہ شائع نہیں ہوا۔

اگرچہ چوتھی صدی ہجری میں ایران کی سرزمین سے رباعی کا باقاعدہ آغاز ہوا' رباعی ابتدا میں صرف حمدیہ اور نعتیہ موضوعات تک محدود تھی مگر بعد میں متصوفانہ' فلسفیانہ' اخلاقی اور دیگر معاشرتی حقائق کو خصوصیت سے رباعی میں جگہ دی جانے لگی۔ ہندوستان میں بھی فارسی شاعری کی پیروی میں حمدیہ اور نعتیہ رباعی صرف تبرکاً ہی کہی گئی اور کسی اُردو رباعی گو کو یہ سعادت نصیب نہ ہوسکی کہ وہ نعتیہ رباعیات کا مجموعہ پیش کرسکے۔ بحمد للہ یہ سعادت محبوب الٰہی عطؔا کو حاصل ہوئی کہ اُنہوں نے موضوعاتی اعتبار سے اُدو رباعی میں پائے جانے والے اس خلا کو پر کیا۔

''چرخ اطلس'' میں موجود تقریباً سوا دو سو نعتیہ رباعیات عطؔا کی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت وعقیدت کا بیّن ثبوت ہیں۔ ان رباعیات میں عطا نے تصور کی آنکھ سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خدوخال کی انتہائی دل پذیر انداز میں تصویرکشی کی ہے۔ اس کے علاوہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات' اخلاقِ حسنہ اور روحانی فیوض و برکات کو انتہائی خوبی سے پیش کیا ہے گویا یہ رباعیات آپ کی ذاتِ مبارک کے جملہ فضائل کا احاطہ کرنے کی ایک قابلِ تحسین سعی ہے۔

فنی اعتبار سے عطؔا کی رباعی کلاسیکی مزاج کی حامل ہے۔ عطؔا نے رباعی کے

بنیادی لوازمات یعنی اس کی اختصاریت، موسیقیت اور وحدتِ فکر کو انتہائی خوبی سے بر
ہے۔ ان کی رباعیات میں استعمال کئے جانے والے تشبیہاتی اور استعاراتی پیرایہ
اظہار کو ہر اعتبار سے وجدانی زبان کا جوہر قرار دیا جاسکتا ہے۔ عطاؔ کی بیشتر رباعیات
سہل ممتنع میں ہیں مگر چونکہ رباعی کے مزاج کو فلسفیانہ اور حکیمانہ موضوعات سے خصوصی
شغف ہوتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات عطاؔ کی رباعی میں بھی ثقیل الفاظ اور اصطلاحات
تصوف کا استعمال آپ کو ملے گا لیکن عطاؔ نے ان تلازمات کو اس خوبی سے برتا ہے کہ
ان کی رباعی میں موضوعاتی اور فنی اعتبار سے ایک عالمانہ شان پیدا ہوگئی ہے۔

عطاؔ کی رباعیات میں کسی مخصوص دبستان کی پیروی کا رجحان نہیں ملتا۔ میرے
خیال میں عطاؔ نے رباعی کے مزاج سے طبعی مناسبت رکھنے والی تمام خصوصیات کو انتہائی
آراستگی سے برتتے ہوئے ایک نیا اسلوب متعارف کروایا ہے۔ ان کی رباعی میں
موجود تلازمات عہد جدید کے تناظر میں نمو پاتے ہیں۔ عطاؔ کی رباعی کا منظر نامہ عصر
حاضر کی مادیت پرستی کے خلاف اعلائے کلمۃ الحق سے عبارت ہے۔

عطاؔ نے ''چرخِ اطلس'' میں رباعی کے تمام مروج اوزان کو استعمال کیا ہے لیکن
چونکہ اُن کی طبع کو بحر ہزج مثمن کے دائرہ اخرب کے اوزان سے زیادہ مناسبت ہے
اس لئے آپ اس نعتیہ مجموعے میں مذکورہ اوزان کا استعمال زیادہ پائیں گے۔

میرے نزدیک چونکہ عطاؔ کے سامنے کسی نعتیہ رباعی گو کا مجموعہ کلام موجود نہیں تھا
لہٰذا اُنہیں خود جادہ تراشی کا اہتمام بھی کرنا پڑا، اس اعتبار سے وہ خراجِ تحسین کے مستحق
ہیں۔ ''چرخِ اطلس'' کے بعد عطاؔ کی رباعیات کا ایک اور مجموعہ بھی عنقریب منظر عام
آنے والا ہے۔ اس مجموعے میں عطاؔ کی عشقیہ، متصوفانہ اور حکیمانہ موضوعات سے متعلق
رباعیات شامل ہوں گی۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عطاؔ کو رباعی کے اس دشت پر خار
میں سلامتی سے گزرنے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر محمد سفیان صفیؔ
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج
ایبٹ آباد

حمدیہ

حد جلوہ نمائی کی نہ تھی اور نہ ہے
حد تیری خدائی کی نہ تھی اور نہ ہے
گھیرا ہوا ہر شے کو ہے وسعت نے تری
حد تیری بڑائی کی نہ تھی اور نہ ہے

○

وحدت جو عطاؔ کن میں نہاں ہوتی ہے
سو رنگ میں وہ جلوہ فشاں ہوتی ہے
ہر آن نئی شان میں ہو کر تحلیل
انوار کی صورت میں عیاں ہوتی ہے

○

ہر شے میں عیاں کر کے محبت اپنی
دکھلائی بہر طرز نزاکت اپنی
ہر رنگ میں دیدارِ محمد ﷺ کے لئے
بدلی ہے خالق نے صورت اپنی

(نعتیہ رباعیات)

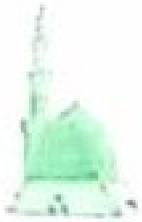
آئینہ لاہوت میں تحلیل ہے وہ
انوار کی تصویر میں تبدیل ہے وہ
ہے کوئے نبیؐ خطۂ چرخِ اطلس
ہے جو بھی یہاں پرتوِ جبریلؑ ہے وہ



تبدیلیِ اشکال کئی بار ہوئی
تقدیس کی پڑتال کئی بار ہوئی
طیبہ میں عطاؔ طائرِ دل پہنچا مگر
تجدیدِ پروبال کئی بار ہوئی



خالق کا ہے ممدوح سراپا تیرا
رتبہ ہے ہر اک رتبے سے اعلیٰ تیرا
تعریف لکھیں کیا تری انشا پرداز
ہر وصف ہے تعریف سے بالا تیرا



طیبہ کی فضا دل میں بسائے رکھنا
فردوسِ بریں دل کو بنائے رکھنا
انوار صفت مدحتِ سرکار کے گل
آنکھوں کے گلستاں میں سجائے رکھنا



گردوں کی بہاروں میں بدل جاتے ہیں
خوش رنگ نظاروں میں بدل جاتے ہیں
پڑتے ہیں قدم جن پہ محمدؐ کے عطاؔ
وہ ذرّے ستاروں میں بدل جاتے ہیں



وحدت کو پرکھنے کے حوالے بانٹے
جو رنگ بھی بانٹے وہ نرالے بانٹے
سرکارؐ کی نسبت کے چراغوں نے عطا
اللہ کی قربت کے اُجالے بانٹے



ہر دل کو لگے اور بھی پیارے کا گُل
بنتے گئے جنت کے نظارے کا گُل
جب زلفِ محمدؐ کی عطا خوشبو نے
اِس گلشنِ ہستی کے سنوارے کا گُل



یہ راز عطاؔ لائقِ تشہیر نہیں
اس خواب کی ممکن کوئی تعبیر نہیں
ہے وہ بھی محمدؐ کے تصرف میں کہ جو
اعیان کے قرطاس پہ تحریر نہیں



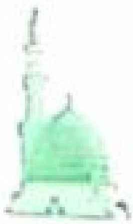
دکھلانے لگا فیضِ صمد ابرِ کرم
گل بنتے گئے جتنے بھی تھے خارِ الم
احمدؐ نے مرے دل کے شگوفوں کو عطا
تاثیر کی خوشبو سے کِھلایا جس دم



آلام سے ہاتھ اپنا چھڑا لیتا ہوں
آفات سے میں خود کو بچا لیتا ہوں
رہتی ہیں سب دور بلائیں مجھ سے
میں شاہِ مدینہؐ کی بلا لیتا ہوں



سو رنگ میں ڈھلتا ہے مدینے کا اِرم
ہر روز نئی فصل یہاں لیتی ہے دم
ہر روز بدلتے ہیں نئی شکل گلاب
ہر روز برستا ہے نیا ابرِ کرم

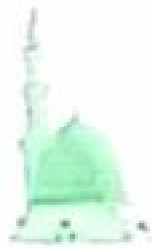


خُوشبو سے احمدؐ کی مہکے ہیں گلاب
کیوں آئے نہ یثرب کی بہاروں پہ شباب
گاتی ہے فضا صلِ علیٰ کے نغمے
چھیڑا ہے عطاؔ نور کی برکھا نے رباب

طیبہ کے منظر میں ہے ایسا اثر
جنت کی فضائیں مجھے آتی ہیں نظر
ہے رقص کناں صحنِ چمن میں دل کے
ہر شعلۂ گل باعثِ تسکیں ہوکر



کیا دشت نما دل پہ ہوئی چشمِ کرم
انوار سے مٹنے لگے ظلماتِ الم
خود بن گیا سینے میں بگولے کا وجود
قندیلِ چراغِ رخِ سلطانِ اُممؐ



کرتے ہیں وہی سدرہ کے رنگوں میں حلول
خوش رنگیِ قدرت کا وہ بنتے ہیں اصول
سجتے ہیں وہی عرش کے گلدانوں میں
کھلتے ہیں عطاؔ گلشنِ طیبہ میں جو پھول



معدوم سرِ راہ ہوئے کتنے قمر
پامال ہیں اس خاک میں کتنے افسر
ہر گام پہ رکھتی ہے ادراک عطاؔ
طیبہ کے درو بام میں تحلیل نظر



تابانیِ غم اور بڑھا دیتے ہیں
ماحول کو پرنور بنا دیتے ہیں
جب بجھنے پہ آتا ہے شعلہ دِل کا
سرکارؐ تبسّم کی ہوا دیتے ہیں



خالق نے سجائی شبِ اسرا جس دم
اُس وقت ہوا مجھ پر اک خاص کرم
تھی عرش میں تحلیل مری روح کہ جب
سرکارؐ نے رکھے تھے سرِ عرش قدم



کم نظروں پہ ہوتا ہے یہ اظہار کہاں
ملتے ہیں فقط دیدہ وروں کو یہ نشاں
ہیں جتنی کراماتِ علیؓ ان میں عطا
سلطانِ مدینہ کے ہیں اسرار نہاں

سرکارؐ کے جلوے جو ہوئے فیض رساں
ہر سمت نظر کشا تھا وحدت کا سماں
آگاہی کے گل باغِ سماعت میں عطا
الہام کی صورت میں ہوئے مشک فشاں

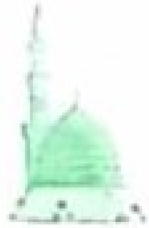
محبوب دیا اپنا ہمیں پیار کے ساتھ
کیا کچھ نہ دیا احمدِؐ مختار کے ساتھ
پائندہ کیا حق نے بپئے حبِ نبیؐ
جذبوں کو نئے جوہرِ ایثار کے ساتھ



تکتا ہے مجھے رشک سے ماہِ کامل
انوارِ خدا کیوں نہ ہوں میرا حاصل
ہے صورتِ احمدؐ سے عطا میری بقا
میں عکس ہوں آئینہ ہے میری منزل



فردوس کا ہر پھول معطر دیکھا
ہر رنگ مری نظروں نے چُھو کر دیکھا
یثرب کی حسیں شام میں کھو کر میں نے
تعبیر نما خواب کا منظر دیکھا



زیبائشِ قدرت کا سماں تجھ سے ہے
رنگینیٔ کثرت کا سماں تجھ سے ہے
اے جلوۂ محبوبِ خُدا تیری قسم
تابانیِ وحدت کا سماں تجھ سے ہے

ہے حُسنِ ازل حُسنِ ضیابار ترا
انوار در انوار ہے اظہار ترا
جلوے ترے موجود ہیں ہر عالم میں
میں کیوں نہ کروں شوق سے دیدار ترا



نسبت ہے تری مثلِ صبا شاہِ اُممؐ
رکھ لیتی ہے یہ گلشنِ ہستی کا بھرم
فردوس کے رنگ اس میں دمک اٹھتے ہیں
چھو لیتی ہے جس گُل کو تری چشمِ کرم

ہنس کر کبھی لِکھا کبھی رو کر لِکھا
ہر حال میں سرکارؐ کا ہو کر لِکھا
ہر لفظ عطاؔ نعتِ شہِ بطحا کا
الہام کی خوشبو میں سمو کر لکھا



کھلتے ہوئے پھولوں کی دھنک پھیل گئی
رحمت کے خیاباں میں چمک پھیل گئی
تھی بادِ صبا مثلِ درودِ احمدؐ
گلشن میں محبت کی مہک پھیل گئی



آتا ہے کہاں عاشقِ صادق کو زوال
دیکھا ہے عطا ہم نے یہ نسبت کا کمال
بنتے ہیں حرم خاک سے اُس عاشق کی
جو راہِ مدینہ میں ہوا ہو پامال



آغوش کشا حق کی محبت دیکھی
مائل بہ کرم خود پہ شہادت دیکھی
شبیر کے جلووں میں عطا حُرؑ نے جب
اللہ کے محبوبؐ کی صورت دیکھی



ہے نُور فشاں جن کے لیے ظلِ صمد
وہ توڑ بھی سکتے ہیں عطا جسم کی حد
انوار میں ڈھلنا اُنہیں آتا ہے کہ جو
بے صوت ادا کرتے ہیں اسمِ احمدؐ

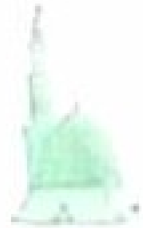


کرلیتی ہے جب حُبِ نبیؐ دل میں گھر
انوارِ محمدؐ مجھے آتے ہیں نظر
ظلمت کو شب کی کر دیتی ہے دور
آئینۂ رُخسارِ محمدؐ کی سحر



لے لیجیئے سبطینؓ کے صدقے میں خبر
سرکارؐ ڈبو دیں نہ مجھے غم کے بھنور
کشتی ہے بہت خستہ مرے خوابوں کی
کرنا ہے مجھے رات کے دریا کا سفر

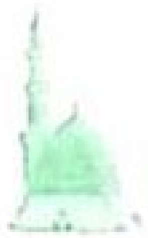
آئینۂ دل نُور سے تابندہ ہوا
احساس مرا عشق سے پائندہ ہوا
جب خاکِ مدینہ کے عطا ذروں سے
پندار کا خورشید درخشندہ ہوا



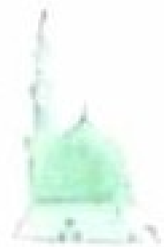
سرکارؐ کے کوچے کے جو ہوتے ہیں مکیں
تاحشر وہ اُٹھ کر نہیں جا سکتے کہیں
اللہ کے محبوبؐ سے رخصت لینا
عشاق کے منشور میں ہوتا ہی نہیں



ہر آن بدلتا ہے یہاں حُسنِ صمد
دکھلاتا ہے شان اپنی خُدائے سرمد
ہوتی ہے نمو روز نئی قدرت کی
ہے خطۂ اعجاز دیارِ احمدؐ



انوار کے رنگوں سے بنائی چادر
یسٰینؐ کے پھولوں سے سجائی چادر
رحمت کے فرشتوں نے عطا وقتِ سحر
روضے پہ درودوں کی چڑھائی چادر



ملتے ہیں عطا نورِ مجسم کے سُراغ
فردوس کی مانند مہکتا ہے دماغ
آتے ہیں نظر عارضِ احمدؐ مجھ کو
لب پر جو جلاتا ہوں درودوں کے چراغ



سانسوں میں رچی نورِ ہُدا کی خوشبو
یعنی رُخِ محبوبِ خُدا کی خوشبو
انوارِ کرم خون میں تحلیل ہوئے
جب دل میں ڈھلی صلِّ علیٰ کی خوشبو



یہ لوحِ معلیٰ پہ عیاں رہتا ہے
لاہوت میں یہ جلوہ فشاں رہتا ہے
ہے اسمِ محمدؐ ہی وہ اسمِ اعظم
اللہ کے جو وردِ زباں رہتا ہے



ہوتا تھا کرم خاص جہاں پیشِ نبیؐ
دیکھا وہ فرشتوں نے سماں پیشِ نبیؐ
کونین نظر آتے تھے سجدے میں کہ جب
دیتے تھے بلالؓ آ کے اذاں پیشِ نبیؐ

ملتی ہی نہیں کوئی خبر اُس کی کہیں
ہو جاتی ہے وہ روئے منور میں مکیں
اللہ رے یہ حُسنِ محمدؐ کی کشش
جاتی ہے نظر لوٹ کے پھر آتی نہیں



کیوں جلوہء توحید کا اظہار نہ ہوں
کیوں نورِ خُداوند سے سرشار نہ ہوں
اصحابِ نبیؐ حق کے ستارے ہیں عطا
کیوں چرخِ حقیقت پہ ضیاء بار نہ ہوں



ہے حُسنِ علیؓ حسنِ نبیؐ سے سرمد
ہے حُسنِ شہہِ کون و مکاں حَسنِ صمد
مابین کے انوار سے یہ راز کُھلا
احمدؐ ہیں علیؓ اور علیؓ ہیں احمدؐ

روشن ہوں سرِ خاک ثریا کی طرح
نسبت سے ہوں رخشندہ رخِ مہ کی طرح
مِٹ سکتا ہوں سرکار کے کوچے میں مگر
اُٹھ سکتا نہیں نقشِ کفِ پا کی طرح

جلووں کا پلایا مجھے احمدؐ نے سبو
ٹھہری ہے مری ذات فقط تابشِ ہو
وحدت کے آئینے میں ہر وقت عطا
ہوتی ہے مری عکس کی مانند نمو



یہ حظ نہیں ہر دیدے گلچیں کے لیے
یہ گل نہیں ہر آنکھ کی تسکیں کے لیے
سرکارؐ کے چہرے پہ جلووں کے پھول
کھلتے ہیں فقط بلبلِ حق بیں کے لئے

تھا عشق میں باقی نہ کوئی میرا نشاں
تھا ہاتھ لگاتا بھی مجھے کب آساں
کیا موت کا بس چلتا عطاؔ، جان مری
تھی خنجرِ ابروئے محمدؐ میں نہاں

قرآن کے عرفان کا اثبات ہے تُو
ہر آن نئی شان کا اثبات ہے تُو
اے اُمّی لقب مبداءِ انوارِ کرم
اللہ کی پہچان کا اثبات ہے تُو

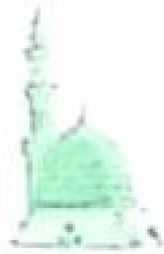


قرآن کے عرفان کا اثبات ہے تُو
ہر آن نئی شان کا اثبات ہے تُو
اے اُمی لقب مبداءِ انوارِ کرم
اللہ کی پہچان کا اثبات ہے تُو

سیکھی جو ادا زمزمہ پیرائی کی
اشعار سے میں نے چمن آرائی کی
قربان ترے کرم کے دینے والے
فن کر کے عطا میری پذیرائی کی



جب دیکھتا ہوں خواب نما آنکھوں سے
ملتا ہے مجھے اُن کا پتا آنکھوں سے
تسکین عجب ہوتی ہے جب احمدؐ کے
نعلین لگاتا ہوں عطا آنکھوں سے



خوشبو کو بہر رنگ بقا دیتی ہے
مُرجھائے ہوئے پھول کھِلا دیتی ہے
مشفق ہے بہت کوئے محمدؐ کی صبا
ویرانے کو گلزار بنا دیتی ہے

کثرت کا ہر اک پردہ اُٹھا کر بھیجا
وحدت کی تجلی میں سجا کر بھیجا
سرکارؐ کی صورت کو عطا خالق نے
آئینۂ لولاک بنا کر بھیجا

خوشبو کا مرکب ہے دمِ ہجرِ نبیؐ
مبداء ہے مسرت کا غمِ ہجرِ نبیؐ
حاصل ہو نہ کیوں وصل کی راحت مجھ کو
ہے جوہرِ تریاق، سمِ ہجرِ نبیؐ



ہر آن نئ شان سے پیدا ہو کر
رخشندہ ہوا نقشِ کفِ پا ہو کر
میں عرش کا تارہ تو بنا ہوں لیکن
دہلیزِ محمدؐ کا جبیں سا ہو کر



مدہوشی میں کی خُود سے بہُت قیل و قال
صحرائے جنوں اثر میں بھی کھیلا حال
یہ معجزۂ عشقِ نبیؐ تھا ورنہ
نیرنگیِ وحشت سے نکلنا تھا محال



تشہیر کی خود اپنی خبر کی صورت
وہ خود میں نمایاں تھا دِگر کی صورت
یکتائی کے جوہر ہمیں دکھلاتا رہا
حق جلوہ نما ہو کے بشّر کی صورت



دکھلائے نہ کیوں شانِ خدا نورِ نبیؐ
کونین میں ہے کُن کی ادا نورِ نبیؐ
حیدرؓ ہوں کہ شبیرؓ ہوں یا غوثِؓ جلی
ہر رنگ میں ہے جلوہ نما نورِ نبیؐ



اشکوں میں سموئے تھے مدینے کے جو خواب
زر آب سے دھوئے تھے مدینے کے جو خواب
نکہت میں پئے صبا ہوئے تھے تحلیل
پلکوں نے پروئے تھے مدینے کے جو خواب



دیدار کی جس وقت گھڑی آتی ہے
آئینہ وحدت مجھے دکھلاتی ہے
جب دیکھتا ہوں حسنِ رخِ شاہِ امم
اللہ جمیل" پہ نظر جاتی ہے



تشبیہہ کو تنزیہہ سے تابندہ کیا
سرکارؐ نے یکتائی کو رخشندہ کیا
کثرت سے جدا کر کے شیونِ وحدت
توحید کو تمجید سے پائندہ کیا

کچھ دیر کو دنیا سے جو کٹ جاتا ہوں
آغوشِ گلِ تر میں سمٹ جاتا ہوں
میں وقتِ سحر بن کے سراپا خوشبو
سرکارؐ کے قدموں سے لپٹ جاتا ہوں



ہر گوشِ سماعت ہے نشانہ جس کا
مدِحت ہے محمدؐ کی ترانہ جس کا
دل عشقِ محمدؐ کا وہ عنقا ہے عطاؔ
ہے گنبدِ خضرا پہ ٹھکانہ جس کا



گلزارِ مدینہ کی ہے کیا شانِ کرم
مہکا ہوا ہو جیسے کوئی باغِ ارم
دکھلائے ادائے خم و چم بادِ سحر
برسے ہے گھٹا نورِ خُدا کی چھم چھم



کُچھ بحرِ سخاوت میں کمی آئی نہیں
کُچھ اُن کی عنایت میں کمی آئی نہیں
بٹتی ہی رہی دونوں جہانوں میں مگر
سرکارؐ کی رحمت میں کمی آئی نہیں

دُنیا اُسے آنکھوں پہ بٹھا لیتی ہے
رحمت اُسے دامن میں چھپا لیتی ہے
کرتے ہیں کرم جس پہ شہہ کون ومکاں
بخشش اُسے سینے سے لگا لیتی ہے

ہو سکتا نہیں رب کی رحمت کا حساب
تا حدِ نظر نورِ کرم پر ہے شباب
اللہ رے یہ بحرِ عنایاتِ رسولؐ
کونین نظر آنے لگے مثلِ حباب



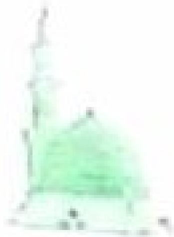
ہو دیدۂ تر کیوں نہ مرا فیض رساں
تر رہتی ہے انوار کے زم زم سے زبان
دل چشمہ ہے وہ عشقِ شہِ بطحا کا
امواج ہیں کوثر کی جہاں رقص کناں



اللہ کے ہاں پہنچے شہہِ دنیا و دیں
آئینۂ کونین ہوا اور حسیں
اوڑھی ہے درودوں کی دھنک رنگ ردا
سرکارِ مدینہ نے سرِ عرشِ بریں



آنکھوں میں نہ جلووں کا کوئی پھول کِھلے
مِل پائیں نہ دل کو مرے الفت کے صِلے
گر کاسۂ بینش کو لبِ احمدؐ سے
بیضائے تبسّم کا تبرّک نہ مِلے



ہے جلوۂ کن کا یہ ازل سے دستور
محبوب رہے شکلِ محبّ میں مستور
سو رنگ سے ظاہر ہوں مقاماتِ بقا
سو رنگ سے ہو آنکھ کو دیدارِ حضورؐ

لگی ہے ہستی پہ ترے پیار کی چھاپ
ہونا ہے ابھی سُکر کی لہروں کا ملاپ
ہیں نور فشاں صلِ علیٰ کے نغمے
ہے محوِ طرب زمزمہء کن کا الاپ

نسبت سے ہے یوں کعبہ نما حُسنِ یقیں
چمکے ہے عطاؔ جیسے رخِ عرشِ بریں
آئینۂ دہلیزِ محمدؐ کے سبب
رخشندہ ہوئی سجدہ کناں میری جبیں

شبنم تھی عطا شعلوں کے دم میں مضمر
تھی راحتِ دل ہجر کے غم میں مضمر
آسائشِ عشقِ شہہِ بطحاؐ کے سبب
تھا جوشِ طرب رنگِ الم میں مضمر



ہیں وجد میں اسرا کی فضا کے نغمے
کیوں برسیں نہ رحمت کی گھٹا کے نغمے
انوار کی رم جِھم کے مدھر سرگم میں
ہیں بھیگے ہوئے صلِ علیٰ کے نغمے



آئینۂ کونین کا نقشہ بدلا
سب کچھ نظر آیا مجھے بدلا بدلا
بدلا رخِ احمدؐ نے جو جلووں کا لباس
نظروں نے مری دید کا جامہ بدلا

ہے پیشِ نظر شاہِ اُممؐ کی نگری
کیوں دید میں مشغول نہ ہو خوش نظری
خود فاصلے قدموں میں سمٹ آئے ہیں
کیا عشقِ جنوں ساز کی ہے جادوگری



فرقت کے اندھیروں سے بہت دور ہوئی
جلووں کی ضیاء ریزی سے پُرنور ہوئی
بے تابی مری نظروں کی وقتِ وصلت
حسنِ رخِ سرکارؐ سے مسرور ہوئی



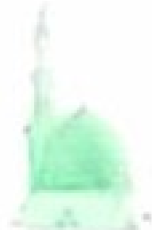
کرنے کو جبیں سائی سرِ راہِ حرم
طیبہ میں طلب کرتے ہیں جب شاہِ اُممؐ
یثرب میں ہر گام پہ آتا ہے نظر
عشاق کو اک کعبہ نما نقشِ قدم

یہ راز ہوا میری نگاہوں پہ عیاں
ہر گام مدینے میں ہیں سجدوں کے نشاں
صد شکر مرے شوق کے ہاتھوں سے عطا
وحشت میں ادب کا نہیں چھوٹا داماں

کیسے نہ ہو رنگین نظاروں پہ شباب
کیوں عطرفشاں ہوں نہ محبت کے گلاب
کیونکر نہ پھلے پھولے مرے دل کا چمن
ہیں فیض رساں لطفِ محمدؐ کے سحاب



لاہوت میں رہتا ہے نہاں اُن کا جمال
ہے کوئی بدل اُن کا نہ ہے کوئی مثال
رکھتا ہے خیال اُن کا خداوند عطا
سرکارؐ کا بن جاتے ہیں جو حسنِ خیال



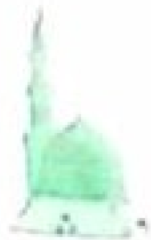
سب شاہِ مدینہؐ کا عطا بھرتے ہیں دم
کونین کا سر اُن کے ہے دربار میں خم
گھومے ہے بہر لمحہ دو عالم کا وجود
ہاں بہرِ طوافِ رُخِ سرکارِ اُممؐ

ملتی ہے انہیں دیدِ الٰہی کی نوید
ہیں شام وسحر اُن کے لیے عیدِ سعید
خالق کے دیدار کا جیسے ہر وقت
لیتے ہیں مزا عشقِ محمدؐ کے شہید

عرفان ملا جذب کو کچھ اور مزید
ملنے لگی انوارِ نہانی کی نوید
کھولے ہیں کئی قفلِ حقیقت اِس نے
ہے عشقِ نبیؐ گنجِ الٰہی کی کلید



جب آپ کرم کرتے ہیں اے شاہِ شہاںؐ
مل جاتی ہے عاصی کو مصیبت سے اماں
ہے چشمِ کرم آپ کی وہ برق کہ جو
پل بھر میں جلا دیتی ہے کوہِ عصیاں



ہوتی ہیں ادا گلشنِ ہستی کی رُسوم
کھلتے ہیں خم و چم سے شگوفے معصوم
ڈھلتی ہے وہ صبا میں تاوقتِ سحر
صحرائے مدینہ سے جو اُٹھتی ہے سموم

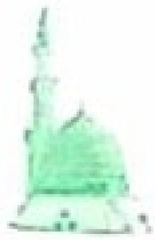
بڑھ جاتا ہے جب حد سے مرا سوز و گداز
بلواتے ہیں پاس اپنے مجھے شاہِ حجازؐ
ہوتا ہے عطا پیشِ نظر کوئے نبیؐ
پڑھتے ہیں درود اشک بصد عجز و نیاز



شعلے ہوں بصد ناز نہ کیوں محوِ سُرور
کیوں اُنکی ضیاء پہنچے نہ خالق کے حضور
دل عشقِ محمدؐ میں ہے وہ شمعِ بقا
جس شمع میں جلتا ہے فقط روغنِ نور



آباد ہے ہر رنگ کی دُنیا جس میں
چلتا ہے عطاؔ کُن کا سفینہ جس میں
انوار کا قلزم ہے وہ حسنِ احمدؐ
گرتے ہیں سبھی نور کے دریا جس میں



کیا جلوہء احمدؐ نے دکھائی ہے چمک
میرے رگ و ریشے میں سمائی ہے چمک
خورشید لقائے رخِ احمدؐ سے عطا
الماسِ خود آگاہی میں آئی ہے چمک

اللہ کو یوں کون منا سکتا ہے
یہ شانِ کرم کون دکھا سکتا ہے
سو بار جنم لے بھی تو اے شاہِ عرب
احسان ترے کون چکا سکتا ہے

یکتائی کے نوشتہ کی ضیاء اوڑھے ہوئے
احمدؐ کی سلامی کی ردا اوڑھے ہوئے
پہنچی ہے مدینے میں عروسِ الفت
سرتا بہ قدم نورِ خدا اوڑھے ہوئے



فردوس کی خوشبو کو اُڑا لاتی ہے
پندار کے گلشن میں سما جاتی ہے
کھِل جاتا ہے ہر غنچۂ اُمید عطا
جب لطفِ محمدؐ کی صبا آتی ہے

جلووں میں نہ غمزوں کی ہو کیونکر جدّت
برسے ہے مہک بن کے بہارِ رحمت
یسٰین کے کیوں پھول نہ ہوں جلوہ فشاں
ہو طُرہ طراز آپ جو دستِ قدرت

فیضانِ کرم سے ترے دو جگ کے دھنی
کونین کی بگڑی ہوئی ہر بات بنی
اک قطرہ یا نبیؐ ملے مجھ کو بھی
رحمت کے سمندر میں ترے کیا ہے کمی



آئینوں نے دکھلائی بہت رعنائی
تصویر کسی سے نہ مگر بن پائی
کی ختم عطا حسنِ رخِ احمدؐ نے
اللہ کے جلووں کی قیاس آرائی



اوڑھے ہوئے ہر آن ہیں شعلوں کی ردا
آتے ہیں نظر اُن کے بدن طُور نما
عشاقِ نبیؐ عشق کے وہ ققنس ہیں
ہے برقِ تجلّی میں نہاں جن کی بقا



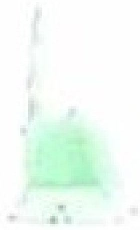
سوچوں میں مری لطفِ خدا ہے شامل
آسان ہوئی جاتی ہے ہر اک منزل
ہر دور میں فیضانِ محمدؐ کے سبب
رہتا ہے مری کھوج میں میرا حاصل؛

سرکارؐ پلاتے ہیں جنہیں بادہء ہُو
ہے کوثر و تسنیم صفت انکا لہُو
وجدان کی نعمت سے سرافراز ہیں وہ
ہے پرتوِ یزداں سے عطا ان کی نمُو



کرلیتا ہے گھر دل میں عطاؔ جلوۂ طُور
ہوتا ہے رگ و پے میں رواں بادۂ نور
اللہ کی خوشنودی میں ڈھل جاتا ہے
پابندیِ احکامِ محمدؐ کا سرور

خوش رنگیٔ فطرت کی ادا لے آئی
خوشبو تری اے شاہِ ہُدا لے آئی
صحرائے مدینہ میں ترے وحشی کو
رنگِ گُلِ لالہ کی صدا لے آئی



گویائیِ ہاتف کا نہ اندازہ ہوا
جبریلؑ پہ مابین کا عقدہ نہ کھلا
پردے میں رہی ذات محمدؐ کی عطا
اچھا ہی ہوا سدرہ کا پردہ نہ اُٹھا



ہاتف سے مجھے ملتے ہیں پیغامِ کرم
آلام میں آتے ہیں نظر لُطفِ اِرم
آمیزشِ عشقِ شہہِ بطحاؐ کے سبب
سرچشمہ مسرت کا ہے شبیرؓ کا غم

الفت میں ریاضت میں عبادت میں ڈھلی
وحدت میں ، سخاوت میں ، شہادت میں ڈھلی
اللہ کی حُب آلِ عبا کی صورت
سورنگ سے احمدؐ کی محبت میں ڈھلی



مائل بہ کرم رہتے ہیں سرکار بہت
یہ سُن کے ہوئے شاد گنہگار بہت
عصیاں کی تو اک حد ہے کرم ہے بے حد
بخشش کے نظر آتے ہیں آثار بہت



اس ظلمتِ عالم میں اُجالے سے ترے
لگتے ہیں سبھی رنگ نرالے سے ترے
اے نورِ ھُداؐ تیرے سراپے کی قسم
پایا ہے خدا ہم نے حوالے سے ترے



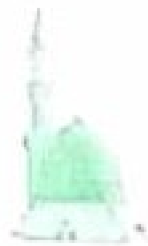
آتی نہ کہیں سے بھی صدائے لولاک
پردے میں چھپی رہتی ادائے لولاک
ہوتے نہ جو ظاہر شہِ لولاک لَمّا
ظاہر نہ کبھی ہوتا خدائے لولاک



پلکوں میں نگینے سے پرو لیتا ہوں
رُخسار کو اشکوں سے بھگو لیتا ہوں
آتا ہے زباں پر جو مری صَلِّ علیٰ
واللہ زباں نور سے دھولیتا ہوں



ہے جلوہ فشاں آبِ کرم میں تنویر
ساحل ہیں اجالوں کے عطا دامن گیر
ہر موج کی کروٹ سے سرِ بحرِ بقا
ہو جاتا ہے خود اسمِ محمدؐ تحریر



ہم شکلِ علیؓ ، قوتِ یزداں دیکھی
شمشیر علیؓ کفر پہ خنداں دیکھی
خیبر میں عطا قوّتِ محبوبِؐ خدا
مَن کُنتُ کے اسرار میں پنہاں دیکھی

ہیں دونوں جہاں ذکرِ محمدؐ کے لیے
سب کچھ ہے یہاں ذکرِ محمدؐ کے لیے
تھی وقفِ عطا کلمہء کُن سے پہلے
خالق کی زباں ذکرِ محمدؐ کے لیے

خود اپنی راہ کے نہیں ہوتے خبیر
کرپاتے نہیں عالمِ امکاں تسخیر
کونین کے زنداں میں مقیّد ہیں وہی
جو عشقِ محمدؐ کے نہیں ہوتے اسیر



انوار کی بارش کو مدامی دیکھا
قدرت کو اسی فیض کا حامی دیکھا
سرکارؐ کی رحمت کے گلستاں میں عطاؔ
بخشش کی بہاروں کو دوامی دیکھا



دکھلاتا ہے جب عشق حقیقت کا سماں
ہوجاتی ہے تصویر محمدؐ کی عیاں
یہ راز عطا ہجرِ اویسیؓ سے کھُلا
ہیں ہجر کے موسم بھی بہت فیض رساں



کرتے ہیں مدینے کی فضاؤں میں سفر
آتے ہیں جنھیں عرش پہ اڑنے کے ہنر
رہتے ہیں طیور عشقِ الٰہی کے عطا
فیضانِ شہہِ بطحاؐ کے سرچشموں پر



دم بھرنے کو خالق کی شناسائی کا
بننے کو سبب خُلد کی زیبائی کا
خوشبوئے جناں آکے درِ احمدؐ پر
لیتی ہے مزہ خوب جبیں سائی کا



ہے کن میں نہاں حسنِ ضیاء بار ترا
ہر دور میں کیونکر نہ ہو دیدار ترا
موقوف ہے تجدید پہ اے نورِ ھدا
آئینہءِ لولاک میں اظہار ترا

کوکب وہ سرِ عرش نظر آتے ہیں
منظر کئی انوار کے دکھلاتے ہیں
آجاتے ہیں جو دل میں محمدؐ کے عطا
خالق کی نگاہوں میں ٹھہر جاتے ہیں



تابش کی عطا تاب کہاں لاتے ہیں
زنگار میں کونین ڈھلے جاتے ہیں
اس درجہ ہے رخشندہ رخِ نورِ ھُدا
جو عکس ہیں آئینے نظر آتے ہیں



اللہ کے پُر کیف نظارے ہیں یہیں
رکھتے ہیں قدم پھونک کے جبریلِؑ امیں
ہے روضۂ احمدؐ کی زمیں سدرہ نما
کیسے میں کہوں عرش کی ہمسر یہ نہیں



دن رات عطؔا جلوہ فشاں رہتی ہے
ہم رنگِ شہہِ کون ومکاں رہتی ہے
اسمائے خداوند کے جلووں کی ضیاء
سرکار کی صورت میں عیاں رہتی ہے

خود حق نے اَلَسْتُ جو کہا صبحِ ازل
ہر اک سے عطا وعدہ لیا صبحِ ازل
آمیزشِ انوارِ محمدؐ کے سبب
روحوں نے کہا قَالُو بَلا صبحِ ازل



آئینۂ دیدار میں ہو کر تحلیل
آپ اپنے ہی انوار میں ہو کر تحلیل
اظہار کیا نورِ خدا نے اپنا
حسنِ رخِ سرکارؐ میں ہو کر تحلیل



مہکا ہوا جلووں کا حرم دیکھتے ہیں
پھیلی ہوئی خوشبوئے کرم دیکھتے ہیں
حاصل ہے عطاؔ دیدۂ باطن جن کو
بن دیکھے رخِ شاہِ اُممؐ دیکھتے ہیں

رکھتے ہیں گنہگار کا سرکار بھرم
عاصی تھا مگر مجھ پہ کھُلے بابِ کرم
تربت کے اندھیرے کا نہ احساس ہوا
تھی پیشِ نظر شمعِ رخِ شاہِ اُممؐ

اسرارِ نہانی کا دفینہ ہوتا
سینے میں مرے حق کا خزینہ ہوتا
رکھتے مرے سینے پہ بھی سرکارؐ قدم
اے کاش کہ میں خاکِ مدینہ ہوتا



معدوم کو اشکال کا دیدار ہوا
ہر شے میں عیاں جلوۂ پندار ہوا
اللہ کے محبوب کی الفت سے عطا
ہر عرصۂ آفاق کا اظہار ہوا

خوشیوں کی حکایت ہو کہ افسانۂ غم
جو کچھ بھی ہے لولاک لمّا سے ہے رقم
آغازِ ابد ہو کہ ہو تمہیدِ حدوث
عنواں ہے بہر رنگ رخِ شاہِ اُممؐ

تھا فیض رساں جلوۂ اظہارِ نبیؐ
ہم رنگِ خداوند تھے انوارِ نبیؐ
نظروں پہ کئی راز ہوئے ہیں ظاہر
کیا خوب کھلا جوہرِ دیدارِ نبیؐ

ہیں موسمِ رحمت کے قرائن چاروں
امت کے سفینے کے ہیں عائن چاروں
صدیقؓ و عمرؓ ہوں کہ ہوں عثمانؓ و علیؓ
ہیں بحرِ رسالت کے خزائن چاروں

تصویر نمائی کے قرینے ہیں کئی
عکسِ رخِ احمدؐ کے نگینے ہیں کئی
یثرب ہی نہیں شاہِ مدینہؐ کا مکاں
ہو دیدۂ بینا تو مدینے ہیں کئی

لگتے ہیں جواہر مجھے اس راہ کے سنگ
رہتی ہے مجھے خاکِ مدینہ کی اُمنگ
میں خاک نشیں ہوں مری نظروں میں عطاؔ
پاتے نہیں عزت کبھی تاج و اورنگ

خورشید صفت جلوہ فشاں رہتے ہیں
ہر آن تہہِ آبِ رواں رہتے ہیں
عشاقِ شہہِ بطحاؐ وہ موتی ہیں کہ جو
انوار کے دریا میں نہاں رہتے ہیں



ہے کُن سے عیاں غمزہ طرازیِ رسولؐ
ہے مقصدِ حق عشوہ طرازیِ رسولؐ
خالق کے ضیاء خانہء قدرت میں عطا
ہوتی ہے فقط جلوہ طرازیِ رسولؐ



ہر گُل پہ تجلّی کا پسینہ دیکھے
اللہ کی رحمت کا قرینہ دیکھے
ہو رشک اُسے بختِ زمیں پر جس دم
فردوسِ بریں خوابِ مدینہ دیکھے



کونین میں یوں تو ہوا کیا کیا روشن
روشن ہے زمیں چرخ کی ہر جا روشن
خالق کو خیال اُس کا ہے جس دل میں عطا
ہے شمعِ خیالِ شہہِ بطحاؐ روشن

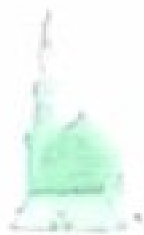


درپیش ہو گر روح کو طیبہ کا سفر
کھلتے ہیں عطا باغِ جناں کے جوہر
کوثر سے شرابور فضاؤں کی نمی
جم جاتی ہے سانسوں میں مثالِ عنبر

کرتے ہوئے خالق کی ثنا کِھلتے ہیں
ہاں پڑھتے ہوئے صلِّ علیٰ کِھلتے ہیں
بنتے ہیں وہی پھول جناں کی زینت
جو گلشنِ طیبہ میں عطاؔ کِھلتے ہیں



اشکال کی دُنیا سے نکل جاتے ہیں
انوارِ محمدؐ میں بدل جاتے ہیں
کھو بیٹھتے ہیں عکس بھی وہ اپنا کہ جو
آئینۂ دیدار میں ڈھل جاتے ہیں



خالق سے عطا مانگ کے ہم نے توفیق
اس بات کی اچھی طرح کرلی تحقیق
دکھلائے جو تصویر محمدؐ کی عطا
آئینہ ہوا ایسا نہ کوئی تخلیق



تھا نورِ نبیؐ نورِ خدا میں محجوب
طالب تھا عطا کون بشکلِ مطلوب
یہ راز سرِ عرش بھی کھل پایا نہیں
محبوب محبّ تھا کہ محبّ تھا محبوب

جب صبحِ ازل طالبِ دیدار ہوئی
معدوم پے تاب کئی بار ہوئی
بینائی کو سو نور سے جب دھویا گیا
تب لائقِ دیدِ رخِ سرکارؐ ہوئی



دربارِ رسالت میں پڑا رہنے دے
سرکارؐ کی قربت کا نشہ رہنے دے
ہر روز نہیں ملتی حضوری اے دل!
کچھ دیر مجھے پیشِ خدا رہنے دے

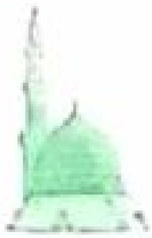
پلکوں کے بھگونے کی صدا آتی ہے
اشکوں کے پرونے کی صدا آتی ہے
یہ کس کی جدائی میں سرِ غارِ حرا
ہر سنگ سے رونے کی صدا آتی ہے



نسبت سے حقیقت کا مجھے راز ملا
یہ فیضِ عطا مجھ کو پئے ناز ملا
کیوں عرش نہ دے مجھ کو مبارک کہ مجھے
پابوسیء سرکارؐ کا اعزاز ملا



آسائشِ آلام بھی مِل جائے گی
مُرجھائی ہوئی آہ بھی کھِل جائے گی
نخچیر تو بن عشقِ شہہِ بطحاؐ کا
خود عرش کی زنجیر بھی ہِل جائے گی



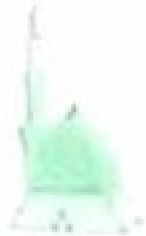
بے شک ہو بصارت کی ضیاء تہہ در تہہ
پہنچے بھی نظر گرچہ عطا تہہ در تہہ
ہر تہہ میں ہیں اسرار کئی پوشیدہ
ہیں رازِ رخِ نورِ ھدیٰ تہہ در تہہ



برزخ کی مصیبت سے بچائے رکھا
دامن میں سرِ حشر چھپائے رکھا
سرکارؐ کا یہ خاص کرم ہے کہ مجھے
ہر حال میں سینے سے لگائے رکھا



کھِل اُٹھتے ہیں پیمانۂ بینش میں گلاب
ہر جام پہ کیونکر نہ ملِے حج کا ثواب
رکھتا ہے میکدہ ہمیں یہ مخمور
مل جاتی ہے دیدارِ محمدؐ کی شراب



اِعیان کو اثبات کی ملتی ہے نوید
ہوتی ہے ہر اک پل میں نئے رنگ کی دید
حسنِ رخِ احمدؐ کا عطا عکسِ نو
آئینہء فطرت کو بناتا ہے جدید



ظلمت میں بھی رنگ اپنا جمائے رکھا
یوں بزمِ تمنا کو سجائے رکھا
ہاں یادِ محمدؐ وہ دِیا تھا جس کو
ہم نے شبِ فرقت میں جلائے رکھا

توحید کے رنگوں میں ڈھلی رہتی ہے
انوار کی خوشبو میں بسی رہتی ہے
تصویر محمدؐ کی پئے دیدِ خدا
آئینۂ وحدت میں سجی رہتی ہے

اللہ کے محبوب ہیں ہم راز رسولؐ
خالق بھی اٹھاتا ہے عطا ناز رسولؐ
ہر ایک میں ہے حکمت لولاک لما
ہیں جلوہ نما جتنے بھی اعجاز رسولؐ



کیا جلوہ نما حُسن کا خورشید ہوا
ہر ذرہء دل ملتمسِ دید ہُوا
ہاں ایک رُخِ شاہِ مدینہؐ کے سبب
سو شکل میں نظارہء توحید ہوا



خوش رنگیٔ وحدت کے لئے ہوتا ہے
اظہارِ لطافت کے لیے ہوتا ہے
جس لعل میں ہو نورِ محمدؐ کی چمک
وہ خاتمِ قدرت کے لیے ہوتا ہے



کچھ اور ہی منظر تھا پسِ حُسنِ بشر
کیا خاک نشینوں کو عطا ہوتی خبر
آئینۂ وحدت تھا رخِ شاہِ اُممؐ
جبریلِؑ امیں کی نہ پہنچ پائی نظر



ہو اتنا کرم اے شہہِ بطحاؐ تیرا
بن جائے مری خاک پہ رستہ تیرا
آنکھوں پہ کبھی دل پہ قدم آئیں ترے
مٹ مٹ کے بنوں نقشِ کفِ پا تیرا

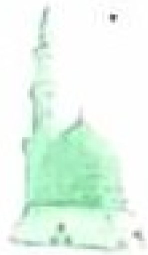
ہے عرشِ بریں سے بھی بہت دور کہیں
یکتائی کے آئینے میں ہے جلوہ نشیں
صورت ہے جو مستور محمدؐ کی عطا
جبریلؑ نے وہ خواب میں بھی دیکھی نہیں



اسرارِ نہانی کی خبر لاتی ہے
وحدت کے معانی ہمیں سمجھاتی ہے
اسمائے الٰہی کی دھنک رنگ ضیاء
سرکارؐ کی صورت میں نظر آتی ہے



دکھلاتی ہے وحدت کی ادا شان تری
محبوب ہے کیا صلِّ علیٰ شان تری
مدحت سے فزوں کیوں نہ ہوں اوصاف ترے
ہے گنجِ کمالاتِ خدا شان تری



انوار یہ مہکیں گے عطا تا بہ ابد
ہے مدح سرا اِن کا خدائے سرمد
حسنینؓ ہوں زہرہؓ ہوں علیؓ ہوں کہ نبیؐ
کیا شان ہے ان پانچوں کی اللہ صمد



ہر شان میں خود شان دکھا کر اپنی
ہر رنگ میں تنویر بسا کر اپنی
ظاہر تو اسے اسمِ محمدؐ سے کیا
تصویر مصوّر نے بنا کر اپنی



ظلمت کی فضاؤں میں ضیاء کی صورت
انوار سے لبریز گھٹا کی صورت
وہ عشق کا سلطاں ہوں کہ طیبہ کا غبار
گزرا ہے مرے سر سے ہما کی صورت

ہر درد کا درمان کیا کرتے ہیں
یوں ہم پہ وہ احسان کیا کرتے ہیں
ہاں دل میں خیال آنے سے پہلے ہی عطا
سلطانِ اُممؐ جان لیا کرتے ہیں

قرآن صفت شاہِ ھدیٰ کی باتیں
محبوب ہیں محبوبِ خدا کی باتیں
خوش بخت سماعت ہے جو سنتی ہے عطا
لہجے میں محمدؐ کے خدا کی باتیں



پیدا غمِ الفت میں کشائش کی ہے
کب ہم نے محبت کی نمائش کی ہے
خاموشی سے اشکوں کی زباں میں ڈھل کر
اے شاہِ اُممؐ تیری ستائش کی ہے



آئینہ صفت ہے یہ نمودِ ہستی
انوار سے ظاہر ہے وجودِ ہستی
وہ جلوہء احمدؐ ہے عطا جس کے طفیل
بے پایاں ہوا حسنِ شہودِ ہستی

اللہ سے اس طرح محبت کرنا
اللہ کے محبوبؐ کی مدحت کرنا
قرآن کے پڑھنے کا قرینہ ہے یہی
ہر دم رخِ احمدؐ کی تلاوت کرنا



کی فکر جو میں نے تو مرا دل ڈوبا
لہروں میں خرد مندی کا حاصل ڈوبا
تھی شانِ نبیؐ صورتِ بحرِ ذخّار
سوچوں کا سفینہ لبِ ساحل ڈوبا



قسمت کا سکندر ہے ازل سے وہ بشر
رکھتا ہے وہی زیرِ قدم لعل و گہر
کیوں سروری اسکا نہ مقدر ہو عطا
کی جس نے جبیں سائی درِ احمدؐ پر



سورج ہے نہ اشجار نہ پتھر معبود
اسلام میں کب شرک کا باقی ہے وجود
کیا اس سے عطا بڑھ کے ہو لطفِ احمدؐ
مخلوق ہوئی پیشِ خدا سر بسجود



مہتابِ عرب ناز جو دکھلاتا ہے
ہر ذرے میں خورشید نظر آتا ہے
ہوتی ہے ضیاء بار شبِ تار کی زُلف
دامانِ سحر نور سے بھر جاتا ہے



ہوتا نہیں کم لُطفِ مدامِ راحت
ہر موج سے ملتا ہے پیامِ راحت
اللہ رے یہ بحرِ سلوکِ احمدؒ
گرداب دکھاتے ہیں مقامِ راحت

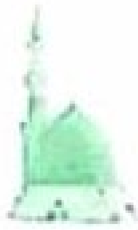
کیوں طوبیٰ نما ہوتا نہ ایماں کا شجر
تھا سدرہ صفت دل کے گلستاں کا شجر
جب آکے گری برقِ وصالِ احمدؐ
تب جا کے پھلا پھولا مری جاں کا شجر



نیرنگی کے اُٹھ جاتے ہیں نظروں سے حجاب
آجاتا ہے آئینۂ بینش پہ شباب
جب شیشۂ وحدت سے پئے قربِ خدا
پیتا ہوں عطاؔ عشقِ محمدؐ کی شراب



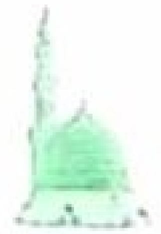
پی لیتے ہیں جو عشقِ محمدؐ کا سبو
بن جاتے ہیں سرتا بہ قدم جلوۂ ھُو
سو رنگ میں ڈھلتی ہے تجلی اُن کی
سو رنگ میں ہوتی ہے عطا اُن کی نُمو



خوش رنگی ہے یہ خوش نظری پر موقوف
نظّارہ ہے یہ پردہ دری پر موقوف
جیسی ہو نظر ویسا نظر آتا ہے
ہے دیدِ نبیؐ دیدہ وری پر موقوف



اسرار کی تشہیر کیے بیٹھے ہیں
افلاک کو زنجیر کیے بیٹھے ہیں
عشاقِ نبیؐ عشقِ محمدؐ میں عطاؔ
کونین کو تسخیر کیے بیٹھے ہیں



ایماں میں ڈھلے جلوۂ وحدت کے نگیں
رخشندہ ہوئی فطرتِ انساں کی جبیں
معصوم ادا سے تری اے شاہِ ھدیٰ
آئینۂ اعجاز ہوا اور حسیں

لگتی تھی مصیبت بھی عنایت کی طرح
تھی غم کی دھنک نورِ ہدایت کی طرح
فرقت کے اندھیرے میں خیالِ احمدؐ
تھا نور فشاں شمعِ ولایت کی طرح

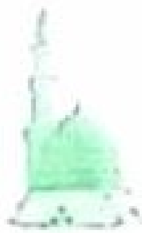


بھرتا ہے اگر چرخِ بریں ان کا دم
ہے چاند اطاعت میں بھلا کس سے کم
انگشتِ محمدؐ کے اشارے سے عطا
خورشید بھی لوٹ آئے نہ کیوں الٹے قدم

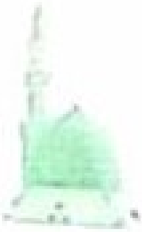
اڑ جاتی ہے اک آن میں گردِ عصیاں
ہر عکس دکھاتا ہے دل افروز سماں
چلتی ہے مدینے میں ہوائے صیقل
ہو جاتا ہے آئینۂ دل نور فشاں



جب صبحِ ازل نور سے سرشار ہوئی
رحمت شہہِ بطحاؐ کی ضیاء بار ہوئی
خوش رنگئ فطرت کی قبا اوڑھے ہوئے
کونین کی ہر چیز نمودار ہوئی



راہوں میں اُترتے گئے آ کر کوکب
کُھلتے گئے اسرارِ سرِ راہِ عرب
رکھتا تھا عطا حبِ محمدؐ کی چمک
جو خاتمِ تقدیر میں تھا لعلِ طلب



تھا خاص کرم راہ نما کا مجھ پر
دیکھی نہ عطاؔ اور کوئی راہ گزر
رہتا ہے بہر گام مری حیرت کو
درپیش مدینے کی فضاؤں کا سفر

سرکارؐ کی رحمت کا جو چھایا بادل
انوار کی بارش سے ہوا سب جل تھل
تاثیرؔ کے جلووں سے مہک اٹھا عطا
تھا جھیل میں دل کی جو محبت کا کنول



یہ وصلِ شہِ کون و مکاں کا موسم
آنے ہی نہیں دیتا خزاں کا موسم
طیبہ کی ہے رُت دل کے خیاباں میں عطا
ہے رشکِ جناں قریۂ جاں کا موسم

بدلا تھا محمدؐ نے قرینہ دل کا
کیوں رنگ بدلتا نہ نگینہ دل کا
ہم شکلِ خداوند تھا حسنِ احمدؐ
کیوں عرش میں ڈھلتا نہ مدینہ دل کا

غرقاب ہوا عشق میں جب میرا نشاں
کچھ راز تہہِ آب ہوئے مجھ پہ عیاں
تھا پیشِ نظر شانِ نبیؐ کا قلزم
توصیف کے دریا تھے مرے لب پہ رواں

وحدت میں عیاں حسنِ بشر ہونا تھا
اظہار پئے اہلِ نظر ہونا تھا
کونین میں سلطانِ اممؐ کی صورت
اللہ کے جلووں کو اَمر ہونا تھا



جو عکس تھے بے کل اُنہیں مسرور کیا
عکاس کو کونین میں مشہور کیا
تصویر وہ تھی شاہِ ھداؐ کی جس نے
آئینۂ تقدیس کو پُر نور کیا



جس وقت مِلے حاصلِ ایماں کے صِلے
عشاق کے پھولوں کی طرح چہرے کھِلے
نابود تھے جو عشقِ نبیؐ میں اُن کو
اجسام نئے پرتوِ یزداں کے مِلے



جاں لگتی ہے اپنی مجھے عکسِ معبود
میں خود میں کہاں پاتا ہوں خود کو موجود
دل میں ہیں مرے جب سے خدوخالِ نبی ﷺ
بے نقش ہے آئینۂ ہستی کا وجود

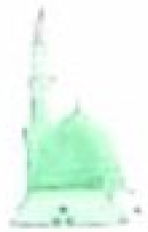


جذبوں کو اثر حق کے تجلیٰ کا مِلا
ماحول مجھے قدس کی دنیا کا مِلا
الطافِ محمدؐ سے عطا روح کو جب
جامہ پرِ جبریل کی بیضا کا مِلا

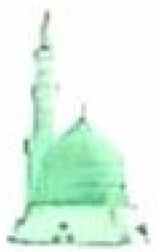
رکھتا ہے نفاست دمِ عیسیٰؑ کی طرح
تاباں ہو نہ کیوں روئے شُھَداء کی طرح
الفت سے چھُوا چشمِ نبیؐ نے جس کو
روشن ہے وہ چہرہ یدِ بیضا کی طرح



ذروں سے چمک مجھ کو ثریا کی مِلی
تکریم مجھے مسند بیضا کی ملی
وہ کشتہء فرقت ہوں جسے شاہِ ھُدا
آغوش ترے نقشِ کفِ پا کی مِلی



ہر پہلو کو انوار سے تابندہ کیا
غم خانۂ احساس میں پائندہ کیا
سرکار نے بیضائے نظر سے جس دم
الماسِ محبت کو درخشندہ کیا



انداز ترے حاصلِ ایماں ٹھہرے
کیوں تجھ سا کوئی اے شہہِ خوباں ٹھہرے
صورت تری اللہ کی صورت ٹھہری
جلوے ترے آئینۂ یزداں ٹھہرے

کھلتے ہیں بہر روز جو یکتائی کے راز
ظاہر ہیں یہ لولاک لمأ کے انداز
اس ہستیء قدرت کے ضیا خانے میں
انوار محمدؐ کے ہیں وحدت پرداز



بجلی کی اداؤں سے بچائے رکھا
پت جھڑ کی جفاؤں سے بچائے رکھا
سرکارؐ کی رحمت نے مرے گلشن کو
مسموم ہواؤں سے بچائے رکھا

رکھتے ہیں دلوں میں یہ نہاں عرش کا نور
کیوں کر نہ ہوں وحدت کی فضا میں مسرور
گزرے ہیں خود آگاہی کی ہر منزل سے
حق بیں ہیں بہت عشقِ محمدؐ کے طیور



ہر آنکھ کو مطلوب ہے تصویر تری
اے شاہِ اُممؐ خوب ہے تصویر تری
آئینہءِ کونین میں ہو کیوں نہ عیاں
اللہ کو محبوب ہے تصویر تری



بخشا جو مجھے ساقیء کوثر نے خمار
ہر سانس ہوئی جذب کی آئینہ دار
آنکھوں میں ہوئی دید کی مے مُشک فشاں
پیمانۂ بینش پہ مرے آئی بہار



مخلوق میں ذیشان کی صورت بھیجا
بھیجا بھی تو رحمان کی صورت بھیجا
سرکارِ مدینہؐ کو عطا دنیا میں
اللہ نے احسان کی صورت بھیجا

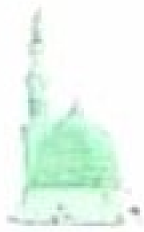
سرتابہ قدم نورِ خدا ہوتے ہیں
وہ خود میں کہاں جلوہ نما ہوتے ہیں
احمدؐ کے ضیاء خانہء قدرت سے جنہیں
انوار کے اجسام عطا ہوتے ہیں



فرقت کے ہوئے دور سبھی رنج والم
کھلتے ہی گئے مجھ پہ عطا بابِ کرم
خود ڈھونڈ لیا قربِ خدا نے مجھ کو
جب مانگ لیا تجھ سے تجھے شاہِ اُمَمؐ



خوش روئی خوش خلقی خوش اسلوبی
اللہ رے محبوب کی ہر اک خوبی
کر دیتے ہیں خود نظروں کو مائل بہ خدا
سرکارؐ کے انداز ہیں کیا محبوبی



رعنائی کے سورج کو نکلتے دیکھا
زنگار کو انوار میں ڈھلتے دیکھا
کیا آنکھ مِلی شاہِ مدینہؐ سے عطا
آئینے کو سو رنگ بدلتے دیکھا

ہر سانس میں لو دیتی ہے تاثیرِ نبیؐ
تا حدِ نظر پھیلی ہے تنویرِ نبیؐ
جلووں کے لگے رہتے ہیں میلے دل میں
سینے میں مرے جب سے ہے تصویرِ نبیؐ



گل پاشیِ انوار کے موسم میں ملے
اکرام کی مہکار کے موسم میں ملے
بدلا نہ کبھی خلقِ نبیؐ کا موسم
وہ جس سے ملے پیار کے موسم میں ملے

اللہ رے وہ قربتِ یزداں کا اثر
تھی جامۂ خاکی سے ورا شانِ بشر
احمدؐ تھے سرِ عرش عطا جلوہ فگن
سرتابہ قدم نورِ مجسم بن کر

ہوں کیوں نہ ہر اک گام پہ روشن فانوس
لے کیوں نہ جرس جھوم کے نامِ قدوس
رہتی ہے رواں عرش سے سُوئے طیبہ
انوار کے محمل میں درودوں کی عروس



ہوں مجھ پہ عنایات رسولِ عربی
بن جائے مری بات رسولِ عربی
خالق کے خزانے ہیں تصرف میں ترے
قاسم ہے تری ذات رسولِ عربی



اُردو زبان میں رباعی دیگر اصنافِ شعر کی طرح شروع سے موجود چلی آ رہی ہے لیکن دیگر اصناف کے مقابلے میں رباعیات بہت کم تعداد میں کہی گئی ہیں اور معیاری رباعیات کی تعداد تو اور بھی کم ہے۔ جن شعراء نے دواوین سے الگ مستقل مجموعہ ہائے رباعیات چھوڑے ہیں ان کی تعداد دو ہاتھ کی انگلیوں سے کم ہے۔ رباعی ہر سخن ور کے قابو میں آنے والی صنف نہیں۔ ایک تو متنوع اور مشکل اوزان نے اسے مشکل ترین صنفِ سخن بنا رکھا ہے، دوسرے یہ بڑی توحید پرست صنفِ سخن ہے۔ چار مصرعوں سے تعمیر اس چاردیواری، اس حرم شریف میں صرف ایک ہی خیال جاگزیں ہو سکتا ہے۔

محبوب الٰہی عطا کا مجموعہ رباعیات ''چرخِ اطلس'' میرے نزدیک دو وجوہ سے تعریف کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اُردو کے قلیل التعداد مجموعہ ہائے رباعیات میں خوش آئند اضافہ ہے۔ دوسرے اس وجہ سے بھی کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلا مجموعہ رباعیات ہے جو تمام تر نعتیہ ہے اس لحاظ سے اسے اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔

پروفیسر محمد ارشاد



رباعی کہنا شاید سب سے دشوار کام ہے کہ سالہا سال سے اُردو شعراء رباعی گوئی سے دست کش ہو چکے ہیں۔ جوش، یگانہ، فراق اور امجد (حیدرآبادی) کے بعد کوئی قابل ذکر رباعی گو نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ محبوب الٰہی عطاؔ صاحب کی رباعیات کا مجموعہ دیکھ کر مجھے مسرت بخش حیرت ہوئی۔ پھر ایک تو عطاؔ صاحب نے صنف رباعی میں طبع آزمائی کی۔ اس پر مستزاد یہ کہ سبھی رباعیات نعتیہ ہیں۔ ہر رباعی میں حضور گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارفتگی کی حد تک محبت اور انتہا درجے کی عقیدت کا نہایت مؤدبانہ اظہار ہوا اور کسی بھی رباعی میں عطا صاحب حد ادب سے آگے نہیں بڑھے۔ میں محبوب الٰہی عطاؔ صاحب کی خدمت میں اس فنکارانہ کارنامے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

احمد ندیم قاسمی